بیعت

ہونے والوں کو ہدایات

افادات

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری صاحب دامت برکاتہم

صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل۔ سملک

مکتبہ محمودیہ

محمود نگر، ڈابھیل، ضلع: نوساری

تفصیلات

کتاب کا نام: ....بیعت ہونے والوں کو ہدایات

افادات: ......حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

صفحات: ۶۲

ناشر: ....مکتبہ محمودیہ، محمود نگر، ڈابھیل

فہرست مضامین

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن به ونتوكل عليه، ونعوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلله فلا هادي له، ونشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريک له، ونشهد أن سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله. أما بعد:

أعوذ باللّٰہ من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْراً عَظِيْمًا. (الفتح: ۱۰)

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کررہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کررہے ہیں، اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے، سو جو کوئی عہد توڑے گا تو اُس کے عہد توڑنے کا وبال اُس پر پڑے گا، اور جو کوئی اِس چیز کو پورا

کرلے گا جس کا اُس نے اللہ سے عہد کیا ہے، تو اللہ اُسے عنقریب بڑا اجر دے گا۔

بیعت کی حقیقت

اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کو بجالانے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا اُن پر عمل کرنے، اور جن چیزوں سے بچنے کا حکم دیا ہے اُن سے بچنے میں آج تک ہم نے جو کوتاہی اور غفلت کی اُس سے توبہ، اور آئندہ اِس طرح کی کوتاہی نہ کرنے کے عہد و پیمان کا نام ''بیعت'' ہے، یہی دو باتیں یعنی: گزشتہ سے توبہ اور آئندہ کے لیے عہد و پیمان (ایگریمنٹ) بیعت کی حقیقت اور اِس کا خلاصہ ہے۔

توبہ کی حقیقت

توبہ کے صحیح ہونے کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں:

(۱) گناہ چھوڑنا:

پہلی چیز یہ ہے کہ آدمی جس گناہ سے توبہ کر رہا ہے اُس کو چھوڑ دے، گناہ پر باقی رہتے ہوئے توبہ درست نہیں ہوسکتی، جیسے: کوئی آدمی ناپاکی: پیشاب و پاخانہ کے گڑھے میں گرا ہوا ہے، اب وہ پاک ہونا چاہتا ہے، تو پہلا کام یہ ہے کہ وہ گڑھے سے باہر آجائے، اِس کے بعد پانی کا استعمال کرے، اگر اندر رہتے ہوئے اُس پر ساری دنیا کا پانی بہادیا جائے تب بھی وہ پاک نہیں ہوگا۔

(۲) ندامت:

دوسری چیز یہ ہے کہ جو گناہ سرزد ہوا ہے اُس پر ندامت اور افسوس ہو کہ ''مَیں نے یہ کیا کیا؟ کس کا حکم توڑا؟ کس بڑی ذات کی نافرمانی کی؟''

(۳) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم:

تیسری چیز یہ ہے کہ دل میں یہ پکا ارادہ کرے کہ مَیں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔ (إن شاء اللہ العزیز)

(۴) حقوق کی ادائیگی:

چوتھی چیز یہ ہے کہ اِس پر غور کیا جائے کہ جس گناہ سے توبہ کی جارہی ہے اُس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ یا کسی بندے کا حق تو نہیں مارا گیا؟ اگر کوئی حق مارا گیا ہے تو توبہ اُس وقت تک مکمل نہیں ہوگی جب تک وہ حق ادا نہ کیا جائے۔

گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں: بعض گناہ وہ ہوتے ہیں جن میں کسی کا حق نہیں مارا جاتا، اِس سے توبہ کرنے میں مذکورہ چار چیزوں میں سے پہلی تین چیزیں انجام دے دیں تو توبہ مکمل ہوگئی، مثلاً: کسی آدمی نے بدنگاہی کی یا شراب پی لی، تو اِن گناہوں کی وجہ سے کسی کا حق ضائع نہیں ہوا، اب اِس گنہگار نے تین کام کرلیے یعنی: اِس نے بدنگاہی اور شراب چھوڑ دی، ندامت وافسوس بھی ہوا، اور آئندہ بدنگاہی نہ کرنے اور شراب نہ پینے کا پختہ ارادہ بھی کرلیا، تو توبہ مکمل ہوگئی۔

اور بعض گناہ وہ ہوتے ہیں جن کے نتیجہ میں کسی کے

ہاتھوں کسی کا حق بھی ضائع ہوا ہے، تو توبہ کے صحیح ہونے کے لیے پہلی تین چیزوں کے ساتھ چوتھی چیز بھی ضروری ہوگی کہ ضائع شدہ حق ادا کردیا جائے، مثلاً: کسی نے چوری کی، یا کسی کو مارا پیٹا، یا اَور کوئی حق ضائع کیا ہے، تو توبہ صحیح ہونے کے واسطے ضروری ہوگا کہ پہلے تین امور کے ساتھ حق دار کا حق بھی ادا کیا جائے، یعنی جس کی چوری کی ہے اُس کا مال واپس کردیا جائے، اور جس کو مارا ہے اُس سے معافی تلافی کرلی جائے، اور صاحبِ حق کا حق ادا کردیا جائے، اِس کے بغیر توبہ صحیح نہیں ہوگی۔

عام فہم مثال سے وضاحت

آپ کے گھر میں بجلی کا کنکشن ہے، آپ نے ''بِل'' ادا نہیں کیا، جس کی وجہ سے الیکٹرک بورڈ والوں نے کنکشن کاٹ دیا، اب آپ درخواست دے رہے ہیں، معافی بھی مانگ رہے ہیں کہ ''میری بھول ہوگئی، آئندہ

ایسا نہیں کروں گا، دوبارہ مجھے کنکشن دے دو"، اگر وہ آپ کی معافی مان بھی لیں تب بھی بجلی استعمال کرنے کی وجہ سے جو بِل باقی ہے، وہ تو ادا کرنا ہی پڑے گا، وہ معاف ہونے والا نہیں، اگر کسی درجہ میں رعایت کی بھی تو زیادہ سے زیادہ جُرمانہ (پینلٹی) معاف کریں گے، بِل کی اصل رقم تو دینی ہی پڑے گی، یہی حال توبہ کا بھی ہے، یعنی توبہ اُس وقت قبول ہوگی جب کہ حق داروں کے حقوق ادا کر دیے جائیں۔

حقوق کی قسمیں

ہم سے ضائع ہونے والے حقوق دو طرح کے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے حقوق (۲) بندوں کے حقوق۔

حقوق اللہ

آدمی کے بالغ ہوتے ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وہ حقوق لازم ہو جاتے ہیں جو بالغ ہونے سے پہلے لازم

نہیں تھے، مثلاً: نماز فرض ہوجاتی ہے، روزے فرض ہوجاتے ہیں، اگر کسی کے پاس نصاب کے بہ قدر مال ہےتو اُس پر زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے،قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہوجاتا ہے، اور استطاعت ہوتو حج بھی فرض ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: شریعت نے بلوغ کی کچھ علامتیں بتائی ہیں کہ آدمی کو احتلام ہوجائے، یا عورت سے صحبت کرے تو بالغ ہوجاتا ہے؛ ورنہ جہاں اسلامی پندرہ سال پورے ہوئے آدمی بالغ ہوجاتا ہے۔

اگر بالغ ہونے سے لے کر اب تک کچھ نمازیں چھوٹ گئی ہیں اور اُن کی قضا نہیں کی،تو یہ نمازیں محض توبہ سے معاف نہیں ہوں گی؛ بلکہ اُن کی قضا کرنی ضروری ہے؛ ورنہ توبہ نامکمل ہوگی۔

مسئلہ: قضا صرف فرض وواجب نمازوں کی کی جائے گی،نفلوں اور سنتوں کی قضا نہیں کی جائے گی،

ویسے وقت میں جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو فرض کے ساتھ سنتیں بھی پڑھتے ہیں، مثلاً: فجر کی دو رکعت فرض سے پہلے دو رکعت سنت، اور ظہر کی چار رکعت فرض سے پہلے چار سنتیں پڑھتے ہیں؛ لیکن قضا تو صرف فجر کی دو فرض، ظہر کی چار فرض، عصر کی چار فرض، مغرب کی تین فرض، عشاء کی چار فرض اور وتر کی تین واجب کی ہوگی۔

اب چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنی ہے؛ لیکن قضا شروع کرنے سے پہلے یہ طے کر لینے کی ضرورت ہے کہ میرے ذمہ کتنی نمازیں باقی ہیں؟ یہ طے کیے بغیر بات پوری طرح قابو میں نہیں آئے گی۔

حقوق اللہ کی ادائیگی کا طریقہ

نمازوں کا اندازہ: چھوٹی ہوئی نمازوں کی تعداد صحیح طور پر معلوم نہیں کہ کتنی نمازیں چھوٹی ہوئی ہیں؟ اب اندازہ لگایا جائے گا، اِس طور پر کہ مثلاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیس سال کی عمر میں نماز کی توفیق دی، پندرہ سے لے

کر بیس سال تک کل پانچ سال تو مسلسل ایسے گذرے ہیں کہ جس میں ہم نے کوئی نماز نہیں پڑھی؛ لہٰذا ڈائری میں نوٹ کرلو کہ پانچ سال کی نمازیں میرے ذمہ باقی ہے، پھر بیس سال کی عمر سے نماز شروع کردی، اِس وقت عمر تیس سال ہے، اِس دس سال کے عرصہ میں ہماری نمازیں کبھی کبھار چھوٹتی رہیں اور اُن کی تعداد معلوم نہیں، تو اِس کا اندازہ لگا کر نوٹ کرلیں گے۔

اندازہ لگانا آسان ہے؛ اِس لیے کہ عام طور پر ہر آدمی اپنی عادت سے بخوبی واقف ہوتا ہے، ہفتہ کا پورا ٹائم ٹیبل معلوم ہوتا ہے، مثلاً: ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہر ہفتہ سنیچر کے دن فجر کے لیے تو اُٹھتے ہیں، اور ظہر بھی پڑھ لیتے ہیں؛ البتہ چار بجے اہل وعیال کے ساتھ گاڑی لے کر تفریح کے لیے ساحل پر یا کسی پارک میں چلے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں تفریح کی نذر ہو جاتی ہیں، پھر اتوار ہے، چوں کہ

اُس دن دوکان پر تو جانا نہیں ہوتا، اُس دن دوستوں کے ساتھ آدھی رات تک بیٹھے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہوجاتی ہے، اور بدھ کا روز کلب کے لیے مخصوص ہے، اور دوستوں کے ساتھ بیٹھے رہنے کی وجہ سے ظہر کی نماز چھوٹ جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہفتہ بھر میں کون کون سی نمازیں چھوٹتی ہیں وہ عموماً ہمیں معلوم ہوتا ہے، اب اِن چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنی ہے تو اِس کا حساب لگاؤ کہ بیس سال کی عمر میں نماز شروع کی تھی، اور آج تیس سال کی عمر ہوئی ہے؛ چنانچہ ہم نے اندازہ لگایا کہ سنیچر کے روز تین نمازیں: عصر، مغرب اور عشاء؛ اتوار کے روز فجر کی اور بدھ کے دن ظہر کی قضا ہوتی ہیں؛ گویا ہفتہ بھر میں ایک فجر، ایک ظہر، ایک عصر، ایک مغرب اور ایک عشاء کی قضا ہوئی، کُل دس سال کی قضا کرنی ہے، اور ایک سال کے باون (۵۲) ہفتے ہوتے ہیں؛ اِس لیے دس سالوں

کے پانچ سوبیس (۵۲۰) ہفتے ہوتے ہیں، تو ۵۲۰ فجر کی نمازیں، اِتنی ہی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں قضا ہوئی ہیں، جن کا کُل میزان (۵۲۰×۵= ۲۶۰۰) ۲۶۰۰ ہے، گویا ہمارے ذمہ کل ۲۶۰۰/ نمازیں باقی ہیں، اگر ہر نماز ہفتہ میں دودو چھوٹی ہیں، تو دوگنا (ڈبل) کر لیجیے: اِس حساب سے (۲۶۰۰×۲= ۵۲۰۰) ۵۲۰۰ نمازیں قضا کرنی ہوں گی، اور اگر تین تین چھوٹی ہیں تو تین گنا کر دیجیے، اِس حساب سے دس سال کی نمازوں کا کُل میزان (۲۶۰۰×۳=۷۸۰۰/ ۷۸۰۰ ہوتا ہے، اِس کو ڈائری میں تاریخ کے ساتھ نوٹ کر لیجیے، مثلاً: ۲۳ دسمبر سے قضا کرنا شروع کیا ہے۔

اِس طرح سے قضا کرنے کی صورت میں بہ آسانی حساب ہو سکے گا، اگر اندازہ لگائے بغیر اور ڈائری میں نوٹ کیے بغیر قضا شروع کر دی، تو ہمیں نفس دھوکہ دے گا اور سمجھائے گا کہ تُو مسلسل چھ مہینے سے قضا کر رہا ہے، اب

تو پوری ہوگئی ہوگی، آخر تیری کتنی نمازیں چھوٹی ہیں؟ ہم نفس کے دھوکہ میں آکر مطمئن ہوبیٹھیں گے، کہ ہمارے ذمہ کوئی نماز باقی نہیں؛ حالاں کہ حقیقت میں ہمارے ذمہ اَور بھی نمازیں باقی ہیں، اور اگر ہم نے پہلے سے نوٹ کرلیا ہے تو ڈائری نکال کر نفس کو بتائیں گے کہ تُو کہتا ہے کہ چھ مہینے سے قضا کر رہا ہے؛ اِس لیے قضا پوری ہوگئی؛ لیکن ہم نے ڈائری میں لکھ رکھا ہے کہ پانچ سال کی نمازیں مسلسل چھوٹی ہیں؛ اِس لیے پانچ سال تک روزانہ ایک ایک دن کی پڑھتا رہوں گا تب وہ پوری ہوگی، ابھی تو وہ بھی مکمل نہیں ہوئی۔

رمضان کے روزوں کا اندازہ: اگر بالغ ہونے کے بعد رمضان کے روزے چھوٹ گئے ہیں تو اُن کا بھی اندازہ کیا جائے گا، مثلاً: آج تیس سال کی عمر ہے، اور ہر سال چار روزے چھوٹتے تھے، تو بالغ ہونے سے لے کر اب تک پندرہ سالوں کے روزوں کا کل میزان

(۴×۱۵=۶۰) ۶۰ ہوا، اِس کو ڈائری میں نوٹ کر کے اِس کے مطابق قضا کرتے رہیں گے۔

زکوٰۃ کا اندازہ: اگر آپ نے پچھلے چند سالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، تو سال اور مال کا اندازہ لگا کر زکوٰۃ ادا کر دیجیے، مال کی مقدار عام طور پر آدمی کو معلوم ہوتی ہے، مثلاً: دس سال سے ۲۵/ تولہ سونا رکھا ہوا ہے؛ لیکن اب تک اُس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہے، تو کسی مفتی صاحب سے پوچھ کر اِتنے سالوں کی زکوٰۃ ادا کر دیجیے، اِسی طرح تجارت کے مال اور روپیوں پیسوں کا حساب لگا کر پچھلے سالوں کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

اگر قربانی واجب تھی وہ ادا نہیں کی، تو ہر سال کی قربانی کے بدلے میں درمیانی قسم کے بکرے کی قیمت کا صدقہ ضروری ہے۔ اور اگر صدقۂ فطر نہیں دیا تو ہر سال کے تقریباً پونے دو کیلو گیہوں کے حساب سے جتنے سال کا صدقۂ فطر واجب ہے اُتنے گیہوں یا اُس کی قیمت ادا

کر دیجیے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں، اِن کو مذکورہ طریقوں کے مطابق ادا کر دیا جائے۔

حقوق العباد

یہ حقوق کی دوسری قسم ہے، جن کو ''حقوق العباد'' یعنی: بندوں کے حقوق کہا جاتا ہے۔

بندوں کے ضائع کیے جانے والے حقوق دو طرح کے ہیں: (۱) جانی حقوق (۲) مالی حقوق۔

(۱) جانی حق تلفی کا مطلب یہ ہے کہ کسی بندے کو تکلیف پہنچائی جائے، مثلاً: کسی کو مارنا پیٹنا، کسی کو بے عزت و بے آبرو کرنا، گالیاں دینا، تہمت لگانا، بہتان باندھنا وغیرہ؛ یہ سب جانی حقوق ہیں۔

(۲) مالی حقوق کے ضائع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً: کسی کا مال چرانا، قرض لے کر واپس نہ دینا، شریک (پارٹنر) کا مال اُس کو بتائے بغیر دبا لینا، بہنوں

اور دوسرے رشتہ داروں کو حق میراث نہ دینا، پڑوسی یا کسی اَور کی کوئی چیز لے کر واپس نہ کرنا، کسی کی کوئی چیز توڑ کر اُس کی قیمت ادا نہ کرنا وغیرہ؛ یہ سب مالی حقوق ہیں۔

اِن حقوق کا تعلق بندوں سے ہے؛ اِس لیے اُن کی ادائیگی اور معافی کا تعلق بھی بندوں سے وابستہ ہے، یعنی بندہ جب تک معاف نہیں کرے گا اُس وقت تک یہ حقوق معاف نہیں ہوں گے، اگر کسی کو شب قدر بھی مل جائے اور وہ پوری رات: مغرب سے لے کر فجر تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اِن حقوق کی معافی مانگتا رہے، اور روتا گڑگڑاتا رہے، تب بھی معاف نہیں ہوں گے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تو بندے کا حق ہے اُس سے معاف کراؤ، وہ معاف کرے گا تو میری طرف سے معاف ہے؛ ورنہ نہیں۔ یہ مضمون حدیثِ پاک میں وارد ہے، اور عقل کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

مثال: آپ کا بیس تیس سال کا بیٹا ہے، مَیں نے

اُس کی پٹائی کی، اب مَیں آپ کے پاس آکر معافی مانگوں کہ آپ کے بیٹے کو مَیں نے مارا ہے؛ اِس لیے مجھے معاف کر دیجیے، تو آپ کہیں گے کہ بھائی! اُس کا معاملہ ہے، اُس سے معافی مانگو، میرے پاس کیوں آئے ہو؟ اِسی طرح حقوق العباد کے معاملہ میں جب ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے توبہ کریں گے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے کہ اُسی بندے ہی سے معاملہ نمٹاؤ۔

بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا طریقہ

جن لوگوں کے حقوق ذمہ باقی ہیں اُن کو ادا کرنا ضروری ہے؛ لیکن ہمیں معلوم نہیں کس کو کیا دینا ہے، کتنا دینا ہے؟ اُس کی ادائیگی کا طریقہ بھی آسان ہے: دنیا میں کروڑوں انسان بستے ہیں، تمام سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں پڑتا، اُن میں سے ہمارا واسطہ رشتہ داروں، خاندان کے لوگوں، دوست، احباب، اڑوسی پڑوسی، تاجروں اور

کاروباری حضرات سے پڑتا ہے؛ کم تعلقات والے کو بیس تیس لوگوں سے، اور زیادہ تعلقات والے کو سو، دوسو آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے، اُن میں سے جن جن کے حقوق ضائع کیے ہیں اُن کی فہرست بنایئے، مثلاً: عبداللہ بھائی سے دس سال سے تعلقات ہیں، اُن دس سالوں میں میرا اُن سے جھگڑا ہوا، فلاں دن گالیاں دیں، فلاں وقت لڑائی ہوئی تھی، مَیں نے اُن کی پٹائی کی تھی، تہمت لگائی تھی، اُن کے ساتھ مَیں نے لین دین کی تھی، مثلاً: ۱۰۰۰/ روپیے لیے تھے جن میں سے ۹۰۰ تو لوٹا دیے تھے؛ لیکن ۱۰۰/ اب تک دینا باقی ہے؛ یہ ساری چیزیں نوٹ کر لیجیے، اگر آپ حقوق کی ادائیگی کی فکر رکھیں گے اور اِس کے متعلق سوچیں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوگی، اللہ تعالیٰ یاد دلادیں گے، آدمی کی نیت صحیح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔

الغرض مالی حق تو باقاعدہ حق دار کو دینا ہی ہے، وہ حق

والے کے پاس لے جا کر ادا کر دو، اور کہو کہ میرے ذمہ آپ کے اِتنے روپیے اِتنے سالوں سے باقی ہیں، مَیں نے اِس سلسلہ میں غفلت برتی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آج مجھے توفیق دی ہے؛ اِس لیے مَیں لے کر آیا ہوں، اللہ تعالیٰ کے واسطہ اِس کو قبول کر لیجیے اور حق کی ادائیگی میں مجھ سے جو تاخیر وکوتاہی ہوگئی ہے اُسے معاف کر دیجیے۔

اور جانی حق ہے تو صاحبِ حق سے جا کر کہو کہ مَیں نے فلاں روز آپ کو گالیاں دی تھیں، مارا پیٹا تھا، تہمت لگائی تھی؛ مَیں معافی مانگتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے واسطے معاف کر دیجیے، بڑے سے بڑے دشمن کے سامنے چل کر اور اُس کے گھر جا کر معافی مانگتے ہیں، تو وہ بھی نرم دل ہو جاتا ہے اور عموماً معاف کر دیتا ہے۔

آخرت کا معاملہ سنگین ہے

آخرت کا معاملہ نہایت سنگین ہے، دنیا میں اگر ہم نے بات صاف نہیں کی تو آخرت میں رشتہ دار؛ بلکہ حقیقی

باپ اور حقیقی بیٹا بھی حق معاف نہیں کرے گا، وہاں تو ہر کوئی یہی کہے گا کہ میرا حق لاؤ، اگر باپ کے ذمہ بیٹے کا کوئی حق ہوگا تو بیٹا اُس حق کا مطالبہ کیے بغیر نہیں رہے گا، باپ بیٹے سے کہے گا: بیٹا! مَیں نے تجھے پالا پوسا تھا، یہ حق معاف کردے، بیٹا کہے گا: سب کچھ ٹھیک ہے؛ لیکن آپ کے ذمہ میرا حق باقی ہے؛ لہذا مجھے تو میرا حق چاہیے، اِسی طرح سب حق والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں دعویٰ کریں گے، وہاں روپیے پیسے تو ہیں نہیں، جو کچھ تھوڑی بہت نیکیاں کی ہیں اُسی سے ہمارا حساب کتاب صاف کیا جائے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے: ''اِتنی نیکیاں اُس کو دے دو اور اِتنی فلاں کو دے دو''، اِس طرح ساری نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو پھر حق داروں کا حق پورا کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ اُن کے گناہ اِس کے سر ڈال دیے جائیں گے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی درہم (روپیے پیسے) اور کوئی سامان نہ ہو، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نمازیں، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا؛ مگر حال یہ ہوگا کہ اُس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا، تو اُس کی نیکیوں میں سے ایک حق والے کو نیکیاں دی جائیں گی، ایسے ہی دوسرے حق والے کو اُس کی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر دوسروں کے حقوق چکائے جانے سے پہلے اِس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو حق داروں کے گناہ اُن سے لے کر اُس شخص پر ڈال دیے جائیں گے، اور پھر اُس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (رواہ مسلم في باب تحريم الظلم)۔

دنیا میں ہمارے نفس کو کسی کے سامنے جا کر معافی مانگنا بھاری معلوم ہوتا ہے؛ لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ معافی نہ مانگنے کے بعد جو سزا بھگتنی پڑے گی، وہ اِس سے زیادہ خطرناک ہے؛ اِس لیے اِتنی تکلیف برداشت کرلینا آسان ہے، معاملہ صاف ہو جائے گا، بہرحال یہ سب کچھ کیا جائے گا تو توبہ مکمل ہوگی۔

معمولات کا اہتمام

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ بیعت کی حقیقت دو چیزیں ہیں: گذشتہ سے توبہ اور آئندہ کا عہد و پیمان؛ اب تک جو گذرا وہ گذشتہ کا معاملہ تھا، اور آئندہ پانچ معمولات کو اچھی طرح پورا کرنے کا اہتمام فرمائیں:

(۱) فرائض کی ادائیگی (۲) قرآن پاک کی تلاوت (۳) تسبیحات (۴) چالیس درود شریف (۵) الحزب الاعظم۔

(۱) فرائض کی ادائیگی: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج،

صدقۂ فطر اور قربانی کی ادائیگی کا اہتمام کیجیے، اِن میں خاص طور پر پانچ وقت کی نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام رکھیے؛ کیوں کہ یہ ہر روز ادا کی جانے والی عبادت ہے، اور عموماً اِس کی ادائیگی میں ہم سے کوتاہی زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) **قرآن پاک کی تلاوت:** حافظ حضرات روزانہ تین پارے، اور غیر حافظ ایک پارے کی تلاوت کا اہتمام رکھیں، اور اگر قرآن پڑھنا نہیں آتا تو نیت کر لیجیے کہ (إن شاء اللہ) ہم قرآن سیکھیں گے، جس مسجد میں آپ نماز پڑھتے ہیں وہاں کے مولوی صاحب یا حافظ صاحب سے درخواست کیجیے، کہ مَیں نے قرآن پاک نہیں پڑھا، آپ سیکھا دیجیے، (إن شاء اللہ) کوئی منع نہیں کرے گا، اور وقت طے کر لیجیے، مثلاً: عشاء کے بعد دس منٹ، یا فجر کے بعد دس منٹ، یا جو وقت بھی مناسب ہو متعین کر دیجیے، اگر اِس پر ہمیشگی اور پابندی رہی تو ایک

وقت آئے گا کہ سال دو سال میں آپ قرآن پڑھنا سیکھ جائیں گے۔

(۳) تسبیحات: روزانہ صبح، شام تین تین تسبیحات کی پابندی کرنی ہے:

(الف) تیسرا کلمہ: روزانہ صبح، شام سوسو مرتبہ تیسرے کلمہ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰه الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" کی تسبیح کا اہتمام کرنا ہے، "فضائلِ ذکر" میں آپ نے اِن سب کلمات کی فضیلت پڑھی ہوگی: "سبحان اللّٰہ" کی بڑی فضیلت وارد ہے، اور "الحمد للّٰہ" اور "اللّٰہ أکبر" پڑھنے کے بڑے فضائل آئے ہیں، اِسی طرح "لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ" اور "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" کے فضائل بھی کثرت سے حدیث پاک میں آئے ہیں، یہ سارے ہی کلمات تیسرے کلمہ میں آجاتے ہیں، تو گویا سب ہی کلمات کی فضیلت تیسرے کلمہ میں

شامل ہوجاتی ہے؛ اِس لیے آپ صبح، شام اِس تسبیح کا اہتمام کریں۔

(ب) درود شریف: صبح، شام سو سو مرتبہ درود شریف کی تسبیح پڑھا کریں؛ اِس لیے کہ حضور ﷺ کے ہم پر بڑے احسانات ہیں، آپ ﷺ ہی کے صدقے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں ایمان کی توفیق عطا فرمائی، اور آپ ﷺ کے واسطہ سے بے شمار نعمتیں ملیں؛ اگر آپ ﷺ تاکید نہ بھی فرماتے تب بھی اِن نعمتوں کا تقاضا تھا کہ آپ ﷺ کا حق ادا کرنے کے لیے ہم درود شریف بھیجتے رہتے، جبکہ حدیث شریف میں حضور ﷺ نے خود تاکید فرمائی ہے کہ ''مجھ پر درود بھیجو، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں''، پھر تو اَور زیادہ اہتمام ہونا چاہیے۔

(ج) استغفار: ہم توبہ تو کرتے ہیں؛ لیکن پھر بھی چھوٹے بڑے گناہ چلتے پھرتے ہوتے ہی رہتے ہیں،

جیسے ہم کپڑے بدلتے رہتے ہیں اور اُس پر دھول آتی رہتی ہے تو اُس کو جھاڑتے رہتے ہیں، جوتے پر گرد و غُبار آتا ہے تو اُس کو بھی صاف کر دیتے ہیں، اِسی طرح چھوٹے موٹے گناہوں کی وجہ سے دل پر جو غبار آجاتا ہے اُس کو دور کرنے کے لیے استغفار ہے، استغفار کے کئی کلمے حدیثِ پاک میں آئے ہیں، مثلاً: ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِيْ لَآإِلٰهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ، وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ'' یا ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ'' یا ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ'' یا ''رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ''۔ استغفر اللہ کا مطلب یہ ہے کہ: مَیں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں، اِتنا جملہ بھی کافی ہے؛ لیکن اِس کے علاوہ جو کلمات ذکر کیے گئے ہیں اُن کی فضیلت زیادہ ہے۔

اِن تین تسبیحات کی صبح شام پابندی کرنی ہے، جس طرح ہم جسم کی حفاظت کے لیے دو وقت کھانا کھاتے ہیں، اِسی طرح روح کے لیے بھی غذا کی ضرورت ہے، یہ

تسبیحات روح کی غذا ہے، اور تلاوت تو ناشتہ کی جگہ پر ہوگئی۔

صبح کی تسبیح کے لیے اچھا وقت فجر کی نماز کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک کا ہے، اِس وقت میں ذکر کی بڑی فضیلت آئی ہے؛ اِس لیے فجر کی نماز کے بعد وہیں بیٹھ کر تلاوت وتسبیحات پوری کر لیجیے، پھر سورج نکلنے کے بعد اشراق کی دو یا چار رکعت پڑھ لیں تو دن بھر کی ضمانت (گارنٹی) بھی اللہ تعالیٰ لے لیتے ہیں کہ جو شخص دو رکعت صبح میں پڑھ لے اُس کے کام اللہ تعالیٰ بنا دیں گے؛ لیکن بعض کاروباری لوگوں کے لیے کاموں کی مجبوری ہوتی ہے، اُن کے لیے فجر کی نماز کے بعد بیٹھنا ممکن نہیں ہوتا، تو اُن کے لیے چلتے پھرتے، یا فجر کی نماز سے پہلے، یا صبح اُٹھنے سے لے کر دس ساڑھے دس بجے تک پورا کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اور شام کی تسبیح عصر سے لے کر مغرب تک میں

پڑھ لیں تو بہتر ہے؛ لیکن اگر موقع نہ ہو تو سونے تک میں آپ اِن تسبیحات کو پورا کر لیجیے۔

تسبیح ایک جگہ بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں، اور چلتے پھرتے بھی؛ لیکن ایک جگہ بیٹھ کر پڑھنے میں جی زیادہ لگتا ہے اور فائدہ بھی زیادہ ہوتا ہے، چلتے پھرتے پڑھیں گے تو بھی (إن شاء اللّٰه) فائدہ سے خالی نہیں رہے گا، کھانا ہم چلتے پھرتے بھی کھا سکتے ہیں؛ لیکن کیا کبھی کھاتے ہیں؟ ہاں! ضرورت کے موقع پر کھالیتے ہیں؛ مثلاً: سفر کے وقت گاڑی میں جگہ نہیں ملی، کھڑے ہیں، تو کھڑے کھڑے بھی کھالیتے ہیں؛ لیکن گھر پر تو روزانہ دسترخوان بچھاتے ہیں، پلیٹیں رکھتے ہیں، چٹنی، اچار اور پاپڑ وغیرہ رکھتے ہیں، اگر کوئی کہے کہ بھائی! کھانا تو چلتے پھرتے بھی کھا سکتے ہیں، تو ہم کہیں گے کہ ذرا اطمینان سے کھائیے تو اچھا ہے؛ بہر حال ہر چیز کا یہی حال ہے۔

(۴) چالیس درود شریف: درود شریف کی ایک

کتاب ہے، جس میں درود وسلام کے وہ کلمات جمع کیے گئے ہیں جو صحیح احادیث میں وارد ہیں، یہ چالیس درود وسلام دن میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں۔

(۵) الحزب الاعظم: یہ ایک دعا کی کتاب ہے، جس میں ایک بہت بڑے محدث اور عالم ''ملا علی قاریؒ'' نے حضور ﷺ کی تقریباً تمام دعاؤں کو جمع کیا ہے، دعا تو ہم مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کا بھی سوال کرتے ہیں کہ اے اللہ! روزی دے، کاروبار میں برکت دے، نیک اولاد دے، مجھے اور میرے گھر والوں کو تندرستی دے، مجھے پڑوسیوں اور دشمنوں کے شر سے بچا، بیماریوں سے حفاظت کر؛ دنیا اور آخرت کی تمام ضرورتیں حضورِ پاک ﷺ نے مانگ کر بتلائیں، وہ سب ''الحزب الاعظم'' میں موجود ہیں، ایک تو صورت یہ ہے کہ تندرستی ہم اپنے لفظوں میں مانگیں، اور ایک اُن الفاظ میں مانگیں جن الفاظ میں حضورِ پاک ﷺ نے مانگی ہے،

اِس کی برکت کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا، وہ تو گویا اللہ تعالیٰ کے یہاں مستند ہے، سرکار میں عرضی دینے کی ایک شکل تو یہ ہے کہ ہم اپنا مضمون پیش کریں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ سرکار کے بتلائے ہوئے مضمون کے مطابق فارم بھر کر پیش کریں، تو اِس دوسری صورت میں قبولیت کی زیادہ امید ہے۔

"**الحزب الاعظم**" میں حضورِ پاک ﷺ کی مانگی ہوئیں دعاؤں کو جمع کر کے سہولت کی غرض سے سات حصے کر دیے ہیں، اور ہر ایک حصہ پر دنوں: سنیچر، اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ کے نام لکھ دیے ہیں، جس پر سنیچر لکھا ہے اُسے سنیچر کے دن ہی پڑھنا ضروری نہیں؛ لیکن چوں کہ دعاؤں کا ذخیرہ اِتنا زیادہ ہے کہ آدمی ایک دن میں پوری نہیں پڑھ پاتا؛ اِس لیے آسانی کی غرض سے اِن سب دعاؤں کے سات حصے کر کے ہفتہ کے دنوں کے نام لکھ دیے ہیں؛ تاکہ کم ازکم ایک ہفتہ میں

ساری دعائیں پڑھی جاسکیں؛ اگر کوئی فارغ ہو تو وہ روزانہ پوری پڑھ لے۔

آپ اردو یا گجراتی ترجمہ والی کتاب میں پڑھیے، اور ساتھ ہی ساتھ ترجمہ بھی دیکھتے جایئے؛ تاکہ یہ معلوم ہو کہ کیا مانگا جارہا ہے، یہ سمجھ میں آئے گا تو پھر جی اَور زیادہ لگے گا، اور اِن دعاؤں میں ہمارے حال کے مناسب کوئی دعا ہو تو اُس کو اُس کے مقررہ وقت کے علاوہ بھی چوبیس گھنٹے چلتے پھرتے دل و دماغ میں لے کر چلتے رہیے اور پڑھتے رہیے، مثلاً: کوئی خطرناک بیماری آ گئی، اِن دعاؤں میں ایک دعا یہ بھی آئی ہے کہ ''اے اللہ! مجھے خطرناک بیماریوں سے بچا'' اِس کو یاد کر کے اپنی بیماری کو ذہن میں رکھتے ہوئے پڑھتے رہیے، روزی یا کاروبار کا کوئی مسئلہ اٹکا ہوا ہے تو آپ کو اِن دعاؤں میں کوئی دعا ایسی ملے گی جس میں آپ ﷺ نے روزی کی کشادگی اور برکت کی دعا مانگی ہے، تو آپ چلتے پھرتے دل و دماغ

سے دعا مانگتے رہیے، دعا مانگنے کے لیے زبان سے بولنا ضروری نہیں ہے، دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور دل ہی دل میں اللہ سے مانگنا بھی دعا ہے۔ حاصل یہ کہ اپنے حال کے مناسب دعا اختیار کر کے چلتے پھرتے اُس کا اہتمام کیجیے، (إن شاء اللّٰه) بڑی برکت ہوگی۔

مذکورہ پانچوں معمولات کو پابندی سے ادا کرتے رہیے، اِن میں سے تین چیزوں: تلاوت، چہل درود اور الحزب الاعظم کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں، آپ اپنی سہولت سے دن، رات اور صبح، شام میں مناسب وقت میں پڑھ سکتے ہیں، ہاں! اِتنا ضرور کہوں گا کہ آپ اپنی سہولت کے لیے کوئی وقت مقرر کر لیجیے؛ اِس لیے کہ وقت مقرر کرلیں گے تو مقررہ وقت پر کام ہوجائے گا، وقت مقرر کیے بغیر پابندی مشکل ہے؛ کبھی کسی روز صبح میں پڑھا، کبھی شام میں، چار پانچ روز تو سلسلہ چلے گا، پھر ختم ہوجائے گا؛ اِس لیے وقت کی تعیین ہونی چاہیے۔

مسنون اوراد اور سنت طریقوں کا اہتمام

مذکورہ معمولات کے علاوہ اِن معمولات کا بھی اہتمام کریں:

(۱) ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لیا کریں، احادیث میں اِس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

آیت الکرسی یہ ہے:

”اَللّٰہُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَاتَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَانَوْمٌ لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ إِلاَّ بِإِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَابَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَايُحِيْطُوْنَ بِشَيْئٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ إِلاَّ بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَايَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ“۔

(۲) جن نمازوں کے بعد سنتیں اور نوافل ہیں اُن سے فارغ ہوکر، اور جن نمازوں کے بعد سنتیں اور نوافل نہیں ہیں اُن میں سلام کے بعد، ۳۳ مرتبہ سبحان اللّٰہ،

۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ أکبر پڑھنے کا اہتمام کیجیے، اِن کا نام ''تسبیحِ فاطمی'' ہے، یہ تسبیح حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتلائی تھی۔

(۳) سونے سے پہلے وضو کرلیجیے، اور تسبیح فاطمی، سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی اور چاروں قُل پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرکے جسم پر پھیر لیجیے، اور دائیں کروٹ پر دائیں رخسار کے نیچے دایاں ہاتھ رکھ کر سویا کریں، اور سونے سے پہلے پڑھنے کی بہت ساری دعائیں حدیثِ پاک میں آئی ہیں، اُن میں سے کوئی ایک دعا یا سب دعائیں پڑھ لیجیے، عام طور پر یہ چھوٹی سی دعا پڑھتے ہیں: ''أَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ أَمُوْتُ وَأَحْییٰ''۔

الغرض ہر کام میں سنت طریقہ کا خیال رکھو، کھانے کے لیے بیٹھو تو اِسی طریقہ سے کھاؤ جو حضور ﷺ نے بتلایا ہے، کھانا تو کھانا ہی ہے کسی بھی طرح سے کھائیں،

کھڑے کھڑے کھا سکتے ہیں اور بیٹھ کر بھی؛ لیکن ہم یہ سوچیں کہ حضور ﷺ نے بھی تو کھایا ہے، آپ ﷺ نے بیٹھ کر کھایا ہے؛ لہذا ہم بھی بیٹھ کر کھائیں گے، کھانے سے پہلے آپ ﷺ نے ہاتھ دھوئے ہیں؛ اِس لیے ہم بھی ہاتھ دھوئیں گے، پھر کھانا کسی بھی ہاتھ دائیں یا بائیں سے کھایا جاسکتا ہے؛ لیکن حضور ﷺ نے دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرمایا ہے؛ اِس لیے ہم بھی دائیں ہاتھ سے کھائیں گے، پھر لقمہ لینے میں اگر آسانی سے اِس پر عمل ہوسکے کہ انگوٹھے، شہادت کی انگلی اور اُس کے بازو والی انگلی سے لیا جاسکے، تو اِس پر عمل کیا جائے؛ ورنہ نہیں، باقی دو انگلیوں کو بھی شامل کرنے کی اجازت ہے، پھر کھانے سے پہلے آپ ﷺ نے بسم اللہ یا اَور کوئی دعا آپ ﷺ نے پڑھی ہے وہ پڑھی جائے، اور آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہوکر ہاتھ دھوتے تھے، دعا پڑھتے تھے؛ اِس لیے ہم بھی اِس پر عمل کریں گے۔

حاصل یہ کہ ہم تمام کاموں: سونے جاگنے، اُٹھنے بیٹھنے، جوتے پہنے نکالنے اور قضائے حاجت وغیرہ میں سنت طریقے معلوم کر کے اُس پر عمل کیجیے، اور اُس موقع پر حضور ﷺ سے جو جو دعائیں منقول ہیں اُن کو پڑھنے کا پورا پورا اہتمام کیجیے؛ اگر اِن دو باتوں: سنت طریقوں پر عمل اور ہر ہر موقع کی دعاؤں کا اہتمام کریں گے تو سمجھ لیجیے کہ آپ کی پوری زندگی عبادت بن گئی، اور (إن شاء اللّٰہ) اِس میں بڑی برکت بھی ہوگی، کچھ مدت تک آپ کو اِس کی طرف دھیان دینا پڑے گا، پھر جب عادت بن جائے گی تو خود بہ خود عمل ہوتا رہے گا۔

گناہوں سے بچنے کا آسان نسخہ

بیعت میں ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ (إن شاء اللّٰہ) آئندہ کوئی گناہ نہیں کریں گے، ہم کو اِس عہد اور وعدہ کے مطابق ہر گناہ سے بچنا ہے؛ لیکن چار گناہ ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن سے بچنے کی کوشش اور اہتمام کریں گے تو (إن

شاء اللہ) دوسرے گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا:

(۱) بدنگاہی سے بچنا: بدنگاہی سے اپنے آپ کو بچائیے، جس نے آنکھوں کی حفاظت کی وہ زنا وغیرہ سے محفوظ رہے گا؛ کیوں کہ زنا تو بعد کا درجہ ہے؛ اِس لیے آپ نامحرم عورتوں کو دیکھنے سے، بے ریش (بغیر ڈاڑھی کے) لڑکوں کی طرف نظر کرنے سے، ٹی۔وی، ویڈیو اور سینما دیکھنے سے، فحش اور بے حیائی کے مناظر اور اُن کی تصویریں دیکھنے سے اپنے آپ کو بچائیے۔

(۲) بدزبانی سے بچنا: بدزبانی یعنی زبان کے تمام گناہ: گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا، بہتان، غیبت وغیرہ سے بچیئے، آدمی زیادہ تر گناہ زبان اور آنکھ سے کرتا ہے؛ اِس لیے اپنے آپ کو اِس سے بچائیے۔

(۳) بدگمانی سے بچنا: ہمارا نفس بڑا شریر ہے، شریر کی عام طور پر یہ عادت ہوتی ہے کہ ایسی تدبیریں کرتا ہے جن سے لوگوں کا دھیان دوسری طرف چلا

جائے، اور اُس کی شرارت لوگوں کے سامنے نہ آئے، اِسی طرح ہمارا نفس بھی بڑا بدمعاش اور شریر ہے، وہ ہم کو دوسروں میں لگا دیتا ہے کہ فلاں یوں کررہا ہے، فلاں تمھارے متعلق یوں سوچتا ہے، ساری دنیا کی فکر دلاتا ہے؛ لیکن اپنے آپ کی طرف دھیان نہیں کرنے دیتا کہ مَیں کیا کرتا ہوں؟ مجھ میں کیا خرابیاں اور کمزوریاں ہیں؟ دوسرے کے بارے میں سوچتا رہتا ہے، اپنے متعلق کچھ نہیں سوچتا؛ اِس لیے اپنے آپ کو بدگمانی سے بچائیے، نفس سے یوں کہیے کہ ساری دنیا کی فکر مت کر، پہلے اپنی طرف دھیان دے کہ تجھ میں یہ کمزوری، یہ عیب اور یہ خرابی ہے، اِس کو دور کر، تُو اِس گناہ میں مبتلا ہے اِس سے توبہ کر۔

(۴) حرام خوری سے بچنا: حرام غذا بڑی خطرناک ہے، یہ جب پیٹ میں جاتی ہے تو اپنا رنگ اور اثر ظاہر کیے بغیر نہیں رہتی، مثلاً: اگر ہم سڑی ہوئی یا زہر ملی ہوئی

غذا کھائیں، تو ہمارے جسم کو ضرور نقصان پہنچائیں گی، خواہ ہمیں اُس کا سڑنا یا زہر آلود ہونا معلوم ہو یا نہ ہو، اگر ہم نے زہریلی غذا بھول سے کھالی تو کیا پیٹ یہ کہے گا کہ ''اِس بیچارے نے بھول سے کھائی ہے؛ اِس لیے نقصان مت پہنچا''؟ چاہے بھول سے کھاؤ یا جان بوجھ کر، جیسے ہی وہ غذا پیٹ میں جائے گی اپنا رنگ لاکر رہے گی: بیمار کردے گی، مارڈالے گی؛ بس اِسی طرح حرام غذا جب پیٹ میں جاتی ہے تو وہ اپنا رنگ لاتی ہے اور اپنا اثر دکھاتی ہے، چاہے بھول کر کھائیں یا جان بوجھ کر۔

حرام غذا کا رنگ

حرام غذا کا اثر یہ ہے کہ اُس سے بننے والا خون ہمارے دلوں میں گناہ کے جذبات پیدا کرتا ہے، پھر ہم سے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں، ہر چیز کا اپنا ایک اثر ہوتا ہے، مثلاً: ٹانک (Tonic) سے قوت آتی ہے، کمزور کرنے والی چیز نقصان پہنچاتی ہے، خواہ آپ کو معلوم ہو یا

نہ ہو، ٹھیک ایسے ہی حرام غذا کھائیں گے تو اُس سے گناہ کے جذبات پیدا ہوں گے، اور حلال غذا کھائیں گے تو ہم چاہیں یا نہ چاہیں، دل میں اچھے خیالات آئیں گے، نیک کام کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا، آپ نے ایک چیز کا اندازہ کیا ہوگا کہ کسی واعظ کی مجلس یا کسی اللہ والے کی محفل میں دین کی کوئی بات سنتے ہیں تو دل میں یہ خیال آتا ہے کہ مَیں بہت برا ہوں، مَیں بڑا گنہگار ہوں، اب سے گناہ چھوڑ دوں گا، اُس مجلس میں بیٹھے بیٹھے پکے ارادے کیے؛ لیکن گھر آنے کے بعد پھر گناہ سرزد ہوجاتے ہیں، تو اِس کا بڑا سبب ہماری وہ حرام غذا ہے جو پیٹ میں پڑی ہوئی ہے، وہ کام نہیں کرنے دیتی؛ اِس لیے حرام لقمہ سے اپنے آپ کو اور گھر والوں کو بچانا چاہیے، گھر والوں میں نافرمانیاں آنے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے۔

بہرحال یہ چار بڑے بڑے گناہ ہیں، اِن سے

بچوگے تو امید ہے کہ دوسرے گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا۔

توبہ گناہوں کا تریاق ہے

گناہ ہمیں کسی حال میں نہیں کرنا ہے؛ لیکن اگر خدا نخواستہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرلیجیے، دیر نہ لگایئے، جیسے ہم کبھی بھی کپڑوں پر جان بوجھ کر دھبے نہیں ڈالتے، خود تو دھبے کیا ڈالتے؛ بلکہ جب گھر سے کپڑے پہن کر نکلتے ہیں تو پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کپڑوں پر کوئی دھبہ، کیچڑ، پیشاب اور گوبر وغیرہ نہ لگ جائے، اِس کے باوجود اگر لگ گیا تو فوراً ہی دھودیتے ہیں، گھر آنے کا بھی انتظار نہیں کرتے، اور راستے میں جہاں کہیں پانی نظر آتا ہے دھو دیتے ہیں، ہماری طبیعت گوارا نہیں کرتی کہ کپڑوں پر دھبہ ہو، سوچتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ حالاں کہ ہم ایک دودن کے بعد یہ کپڑے اُتار کر دوسرے پہننے والے ہیں؛ لیکن پھر بھی کپڑوں کا اِتنا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔

ہماری سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ گناہ ہوجانے کے بعد توبہ میں تاخیر کرتے ہیں؛ کپڑے کو دھبہ لگتا ہے تو نَل کے پاس جاکر نَل کھولنا پڑتا ہے اور دھونا پڑتا ہے؛ لیکن توبہ میں اِتنی بھی دیر نہیں لگتی، گناہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان کیا، دل میں پچھتاوا ہوا، اور پکّا ارادہ کرلیا کہ اب دوبارہ یہ گناہ نہیں کریں گے؛ بس توبہ ہوگئی، کوئی دو رکعت پڑھنا ضروری نہیں ہے، پڑھ لیں تو اچھا ہے، خلاصہ یہ کہ توبہ میں دیر نہ کیجیے، توبہ میں دیر کروگے تو اللہ تعالیٰ سے دوری بڑھتی جائے گی۔

''ترمذی شریف'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک کالا دھبہ لگ جاتا ہے، پھر اگر اُس نے وہ گناہ چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی، اور توبہ کرلی تو دل صاف ہوجاتا ہے، اور اگر اُس نے گناہ کے بعد توبہ اور استغفار کے بغیر

دوسرے گناہ کیے، تو دل کی سیاہی اَور بڑھ جاتی ہے، یہاں تک کہ دل پر چھا جاتی ہے۔ (رواه الترمذي في باب سورة "ويل للمطففين")۔

بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ آپ سے بیعت ہوئے اِس کے بعد تسبیح پڑھتے رہے، آٹھ دس روز تو بہت جی لگا بہت اچھی پابندی بھی ہوئی، پھر دس روز کے بعد معاملہ ڈھیلا پڑ گیا اور پہلے جیسی پابندی نہ رہی، تو مَیں اُن سے کہا کرتا ہوں کہ: وہ بیعت ہونے کے بعد تازہ تازہ معاملہ تھا، گناہ سے بھی بچتے رہے، اور آٹھ دس روز کے بعد کچھ گناہ ہوئے جنھوں نے اپنا اثر دکھلانا شروع کر دیا، اگر اِن گناہوں سے فوراً توبہ کر لی ہوتی تو یہ نوبت نہ آتی، توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ایسے ہی اثرات مرتب ہوتے ہیں: جی نہیں لگتا، نیک کاموں پر پابندی نہیں رہتی، گناہوں میں بدنگاہی کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ عبادت سے جی ہٹ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بدنگاہی

پر مَیں اُس کو یہ سزا دیتا ہوں کہ اُس کو میری عبادت میں لُطف اور مزہ نہیں آتا۔ کھانے کے معاملہ میں ہماری طبیعت بڑی حسّاس ہے کہ اگر ہم کو کھانے میں مزہ نہ آئے تو دو تین دن بھی برداشت نہیں کریں گے، ڈاکٹر کے پاس جائیں گے اور اُن سے عرض کریں گے: ڈاکٹر صاحب! کھانا کھاتے ہیں؛ لیکن کچھ لطف اور مزہ نہیں آتا، کیا بات ہے؟ ڈاکٹر صاحب کہیں گے: یہ بیماری ہے، جلدی سے علاج کراؤ، اِس کے برخلاف اگر عبادت، ذکر و تلاوت میں لُطف نہیں آتا تو اُس کو سالہا سال سے چلا رہے ہیں، ہم علاج کی کوشش نہیں کرتے؛ اِس لیے ضرورت ہے کہ ہم اِس کی طرف خصوصی توجہ دیں، اور ہرگز غفلت و کوتاہی سے کام نہ لیں۔

اچھے لوگوں کی صحبت

نیک کام کرنے اور گناہوں سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنا ماحول بھی بدلنے کی کوشش کریں، جب ہم

نے توبہ کرلی تو گویا ہم پیشاب کے گڑھے میں سے باہر نکل آئے، کپڑے اُتارے، غسل بھی کیا اور دُھلے ہوئے کپڑے بھی پہنے، پھر بعد میں اُسی گڑھے میں جا گرے، تو اِس کا کچھ حاصل نہ نکلا؛ یا جیسے بچہ ناپاک ہوا، پیشاب، پاخانہ لگا، ماں نے اُس کو خوب دھلایا، پاؤڈر لگایا، نئے کپڑے پہنائے اور خوشبو لگائی، بچہ پھر اُسی پیشاب و پاخانہ میں جا گرا تو یہ ساری محنت رائیگاں گئی، جب ہم نے توبہ کی ہے تو گناہوں سے بے حد بچنا ضروری ہے؛ ورنہ ہماری مثال اِسی پیشاب و پاخانہ کے گڑھے میں دوبارہ گرنے والے کی سی ہے۔

گناہوں سے بچنے کے لیے برے ماحول سے بچنا ضروری ہے؛ اِس لیے ہمیں اپنا ماحول بدلنا ہوگا، اب تک اگر ہمارا ماحول اچھا نہیں تھا، ہمارا فرینڈ سرکل (دوستوں کا حلقہ) غلط تھا، اب اُس کو خیر باد کہہ دیجیے، ہماری لائن بدلی ہے؛ اِس لیے دوستی بھی بدلنی پڑے گی، اچھے، نیک،

نمازی، نیکیوں کا اہتمام کرنے والے، گناہوں سے بچنے والے اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے والے لوگوں کے ساتھ اُٹھو بیٹھو، آدمی جس ماحول میں رہتا ہے ویسا ہی بنتا ہے، نمازیوں کی صحبت میں آدمی نمازی بنتا ہے، چنانچہ جب نماز کا وقت آئے گا اور وہ نماز کے لیے جائیں گے، تو ہمیں بیٹھا رہنا اچھا معلوم نہیں ہوگا، کم از کم شرما شرمی میں بھی اُن کے ساتھ نماز کے لیے ضرور جائیں گے، اور اگر بے نمازیوں کی صحبت میں رہیں گے تو چاہے آپ پکے نمازی ہی کیوں نہ ہوں، اور اذان ہوتے ہی مسجد میں جانے کا اہتمام کیوں نہ کرتے ہوں؛ لیکن مہینہ دو مہینہ کے بعد ایک وقت آئے گا کہ آپ بھی اُن کی صف میں جا ملیں گے، ابتدا میں جماعت چھوٹے گی، پھر نمازیں بھی چھوٹتی رہیں گی؛ اِس لیے ضروری ہے کہ اچھی صحبت اور اچھے ماحول میں رہنے کی کوشش کی جائے، اور برے ماحول سے اپنے آپ کو بچانے کا اہتمام کیا جائے۔

نفس کے دھوکہ میں نہ آیئے

جو معمولات آپ کو بتائے گئے اُن کو پابندی سے کرتے رہیے، ایک دن بھی چھوٹنے نہ پائے، ہمارا نفس کہتا ہے: ایک دو دن چھوٹ گیا تو کیا نقصان ہوگا، اِس میں کیا خرابی آجائے گی؟ تو آپ اِس کے دھوکہ میں آئے بغیر بلا ناغہ کرتے رہیے۔

مثال: فرض کیجیے کہ آپ کی عمر چالیس سال ہے، جب سے آپ پیدا ہوئے ہیں برابر کھاتے چلے آئے ہیں، بچپن میں ماں کا دودھ پیا، دودھ چھڑایا گیا تو غذا پر آئے، چالیس سالوں میں کوئی دن خالی نہیں گیا، اب اگر مَیں آپ سے کہوں کہ آپ چالیس سال سے کھا پی رہے ہو، اگر دو دن نہیں کھاؤ گے تو کیا ہو جائے گا؟ آپ کہیں گے: پیر ڈھیلے ہو جائیں گے، کمزوری آجائے گی؛ چالیس سال سے کھاتے چلے آئے ہیں پھر بھی دو دن چھوڑنے سے صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے؛ اور یہاں تسبیح ابھی آٹھ دس دن

سے تو شروع کی ہے، وہ اگر ایک دن چھوڑیں گے تو اِس کا کیا نتیجہ ہوگا؟۔

جسم کے ہم سارے ہی تقاضے وقت پر پورے کرتے ہیں: کھانا پینا، غسل کرنا، کپڑے بدلنا، سونا،، آرام کرنا؛ اِن سب جسمانی ضرورتوں کا ہم نے ایسا ٹائم ٹیبل بنایا ہے کہ ذرا بھی اُس کو نہیں چھوڑتے، مثلاً: صبح اُٹھتے ہی پہلے غسل کرتے ہیں، روزانہ کپڑے بدلتے ہیں، دو وقت کا کھانا ٹائم پر کھاتے ہیں، وقت پر ناشتہ کرتے ہیں؛ غرض ہر کام ٹائم ٹیبل کے مطابق کرتے ہیں، اور لوگوں سے فخریہ بیان بھی کرتے ہیں کہ اِس نظام میں کوئی فرق نہیں آتا، اگر دنیا میں کوئی بڑا سے بڑا حادثہ پیش آجائے، مثلاً: زلزلہ آجائے، طوفانی بارش ہوجائے، کسی رشتہ دار کا انتقال ہوجائے؛ تو کیا کبھی ہمارا ناشتہ چھوٹا؟ ہم نے دوپہر کا کھانا چھوڑا؟ کبھی نہیں، ہمیں کبھی بمبئی جانے کی ضرورت پیش آئی، ٹرین میں جگہ نہیں ملی،

کھڑے کھڑے جا رہے ہیں تب بھی کھانا نہیں چھوٹتا، کسی اسٹیشن سے پوری کچوری لے کر کھڑے کھڑے بھی منھ میں ڈال لیں گے، ہم یہ سوچتے ہیں کہ نہیں کھائیں گے تو کمزوری آجائے گی، اور معمولات کے متعلق یہ سوچتے ہیں کہ ایک دن تسبیح نہیں پڑھیں گے تو کیا بگڑ جائے گا؟ دراصل ہم نے اپنی روح کو اعمال کی غذا پہنچا کر اِس قابل بنایا ہی نہیں کہ اُسے اِن چیزوں کا احساس ہو۔

ہمتِ مرداں مددِ خدا

بھائیو! یہ طے کر لیجیے کہ جس طرح دنیوی امور: کھانے، پینے اور پہننے وغیرہ کا پورا اہتمام کرتے ہیں، اِسی طرح بتلائے گئے معمولات: عبادت، تلاوت وتسبیح وغیرہ پر پوری طرح جمے رہیے اور پابندی کرتے رہیے، اِس میں بالکل کوتاہی نہ ہو؛ اور پختہ ارادہ کر لیجیے کہ ایک دن بھی چھوڑنا نہیں ہے، جس دن چھوٹ جائے گا اُس

دن کھانا نہیں کھائیں گے، یہ نہایت آسان علاج ہے، جس دن تسبیح نہیں پڑھی اُس دن کھانا مت کھاؤ، پھر دیکھو! برابر پابندی ہوتی ہے یا نہیں؟ (إن شاء اللّٰہ) ضرور پابندی ہوگی، اور اِس کی برکتیں بھی ظاہر ہوں گی۔

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

اپنی اصلاح کے واسطے کسی بزرگ سے فقط بیعت ہوجانا کافی نہیں ہے؛ بلکہ اپنے شیخ ومرشد سے تعلق رکھنا ضروری ہے، وقتاً فوقتاً اُن کو اپنے حالات کی اطلاع دیتے رہنا چاہیے، خواہ اُن کی ہدایات پر عمل ہورہا ہو یا نہ ہورہا ہو، اگر معمولات پر پابندی ہورہی ہے تو آپ کا باخبر کرنا مزید توجہ کا باعث بنے گا، اور اگر معمولات پر پابندی نہیں ہورہی ہے تو آپ کے لیے دعا کریں گے، اور کوئی مناسب مشورہ سے نوازیں گے جس کی وجہ سے عمل کرنے کے لیے ایک نئی قوت وطاقت پیدا ہوگی، اور دوبارہ ہمت بندھے گی۔

مثال سے وضاحت

صحت خراب ہوجانے اور بیمار ہوجانے کے بعد تندرستی کو بحال کرنے اور بیماری دور کرنے کے لیے فقط کسی ڈاکٹر کی پہچان اور رسمی تعلق کافی نہیں؛ بلکہ اُس کو ہمارے جسمانی احوال سے آگاہ کرکے باقاعدہ علاج کروانا پڑے گا، اور اُس کی بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرنا ہوگا، اور متعینہ دوائی وقت پر لینی ہوگی، اِس کے بغیر صحت کی بحالی کی امید لغو ہے، تو جس طرح جسمانی نظام کے تغیر کے ہر موڑ پر ڈاکٹر کا مشورہ اور علاج ضروری ہے، اِسی طرح ہمارے روحانی امراض کے علاج کے لیے۔ جو کہ جسمانی بیماریوں سے کہیں زیادہ اور نازک ہیں۔ شیخ سے تعلق رکھنا اور اُن کی تجاویز پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

اُن سے مشورہ کرنے کی دوصورتیں ہیں: (۱) مناسب موقع پر روبرو ملاقات کرکے دریافت کرلیں۔ (۲) خط وکتابت سے تعلق رکھیں؛ البتہ اِتنا ملحوظ رہے کہ

جوابی خط بھیجنے کا اہتمام کریں؛ نیز اپنے پیر ومرشد کی صحبت میں کچھ نہ کچھ دن گذارنے کا اہتمام کرنا چاہیے، خصوصاً رمَضان المبارک میں تو لازماً حسبِ گنجائش اُن کی صحبت میں کچھ دن ضرور گذاریں، اِس طرح اگر تعلق رہا تو (إن شاءاللّٰہ) اِس کے ثمرات وبرکات ظاہر ہوں گے۔

ہمارا سلسلہ چشتی یعنی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا سلسلہ ہے، ہمارے پیر ومرشد حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ہیں، اُن کے پیر ومرشد حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ، اور اُن کے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ، اُن کے شیخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، اور اُن کے شیخ حضرت حاجی امدادُ اللہ مہاجرِ مکیؒ؛ اِس طرح یہ سلسلہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ تک پہنچتا ہے، اور ان سے آگے حضور ﷺ تک پہنچتا ہے۔

دعا

سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ وَتَبَارَکَ اسۡمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَاۤاِلٰہَ غَیۡرُکَ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَاتُحِبُّ وَتَرۡضٰی بِعَدَدِ مَاتُحِبُّ وَتَرۡضٰی۔

اے اللہ! تُو ہمارے گناہوں کو معاف فرما، ہماری خطاؤں سے درگذر فرما، اے اللہ! ہر چھوٹے بڑے گناہ سے آئندہ پوری پوری حفاظت فرما، اے اللہ! اِس سلسلے کے بزرگوں کے ساتھ حقیقی نسبت عطا فرما کر دنیا میں اُن کے نقشِ قدم پر چلا کر آخرت میں اُن کے ساتھ ہمارا حشر فرما، نبیٔ کریم ﷺ کی کامل پیروی ہم کو نصیب فرما، سنتوں کا اہتمام نصیب فرما، اے اللہ! اپنی مرضیات پر زیادہ سے زیادہ چلا کر نامرضیات سے ہماری پوری پوری حفاظت فرما، اے اللہ! اب تک جن گناہوں میں مبتلا

رہے آئندہ اُن گناہوں سے بھی پوری پوری حفاظت فرما، اے اللہ! اپنے اپنے وقت پر ہم کو بھی اور پوری امت کو ایمان کے ساتھ دنیا سے جانا نصیب فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ، وَتُبْ عَلَیْنَا إِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ؛ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ!

شجرۂ محمودیہ چشتیہ

نمبر شمار	مشائخ کے اسمائے گرامی	سن وفات
۱	حضرت سیدنا ابوالحسن علی مرتضی رضی اللہ عنہ	سنہ ۴۰ھ
۲	حضرت امام ابوسعید حسن بصریؒ	سنہ ۱۱۰ھ
۳	حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ	سنہ ۱۷۰ھ
۴	حضرت ابوالفضل فضیل بن عیاضؒ	سنہ ۱۸۷ھ
۵	حضرت ابراہیم بن ادہم بلخیؒ	سنہ ۱۶۲ھ
۶	حضرت حذیفہ مرعشیؒ	سنہ ۲۰۲ھ
۷	حضرت ہبیرہ بصریؒ	سنہ ۲۸۷ھ
۸	حضرت ممشاد علی دینوریؒ	سنہ ۲۹۹ھ
۹	حضرت ابواسحاق شامی چشتیؒ	سنہ ۳۲۹ھ
۱۰	حضرت ابواحمد ابدال چشتیؒ	سنہ ۳۵۵ھ
۱۱	حضرت ابومحمد چشتیؒ	سنہ ۴۱۱ھ
۱۲	حضرت ناصرالدین ابویوسف چشتی بن سمعانؒ	سنہ ۴۵۹ھ
۱۳	حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ	سنہ ۵۲۷ھ

۱۴	حضرت خواجہ شریف زندنیؒ	سنہ ۶۱۲ھ
۱۵	حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ	سنہ ۶۱۷ھ
۱۶	حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجریؒ	سنہ ۶۳۲ھ
۱۷	حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ	سنہ ۶۳۴ھ
۱۸	حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ	سنہ ۶۶۴ھ
۱۹	حضرت مخدوم علاءالدین علی احمد صابر کلیریؒ	سنہ ۶۹۰ھ
۲۰	حضرت شیخ شمس الدین ترکؒ	سنہ ۷۱۵ھ
۲۱	حضرت شیخ جلال الدین عثمانیؒ	سنہ ۷۶۵ھ
۲۲	حضرت شیخ احمد عبدالحق ابدال رَدَوْلویؒ	سنہ ۸۳۶ھ
۲۳	حضرت شیخ عارف ابن احمد عبدالحق ردَوْلویؒ	سنہ ۸۷۲ھ
۲۴	حضرت شیخ محمد بن عارف ردولوی فاروقیؒ	سنہ ۸۹۸ھ
۲۵	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی نعمانیؒ	سنہ ۹۴۴ھ
۲۶	حضرت شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسریؒ	سنہ ۹۸۰ھ
۲۷	حضرت شیخ نظام الدین فاروقیؒ	سنہ ۱۰۲۴ھ
۲۸	حضرت شیخ ابوسعید گنگوہیؒ	سنہ ۱۰۴۰ھ

۲۹	حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی فاروقیؒ	سنہ ۱۰۵۴ھ
۳۰	حضرت شیخ سید محمدی اکبر آبادیؒ	سنہ ۱۱۰۷ھ
۳۱	حضرت شیخ شاہ محمد مکی جعفریؒ	سنہ ۱۱۷۲ھ
۳۲	حضرت شیخ سید عضد الدین امروہویؒ	سنہ ۱۱۷۰ھ
۳۳	حضرت شیخ عبدالہادی امروہویؒ	سنہ ۱۱۹۰ھ
۳۴	حضرت شیخ عبدالباری صدیقی امروہویؒ	سنہ ۱۲۲۶ھ
۳۵	حضرت شیخ سید عبدالرحیم افغانی ولایتی شہیدؒ	سنہ ۱۲۴۶ھ
۳۶	حضرت شیخ میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ	سنہ ۱۲۵۹ھ
۳۷	حضرت شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	سنہ ۱۳۱۷ھ
۳۸	حضرت شیخ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	سنہ ۱۳۲۳ھ
۳۹	حضرت شیخ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	سنہ ۱۳۴۶ھ
۴۰	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا مہاجر مدنیؒ	سنہ ۱۴۰۲ھ
۴۱	حضرت شیخ فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ	سنہ ۱۴۱۷ھ

یاالٰہی! دور فرما میرے امراضِ دلی
دونوں عالَم کی ختم ہوجائے جس سے بے کلی
بہر محمود حسن یکتائے فن روشن ضمیر
حضرت شیخ زکریا ذات جن کی منجلی
بہر مولانا خلیل احمد رشید احمد مجھے
سوز پنہائی عطا کر اور دکھا سچی گلی
بہر امداد وبنور وحضرت عبدالرحیم
عبدباری عبدہادی عضددیں مکی ولی
پھر محمدی و محب اللہ وشاہ بوسعید
پھر نظام الدین جلال وعبد قدوس ذکی
پھر محمد اور احمد عبد حق شیخ جلال
شمس دیں ترک وعلاء الدین فرید جودھنی
قطب دیں اور پھر معین الدین وعثمان وشریف
خواجہ مودود بویوسف محمد احمدی

بو اسحاق وخواجہ ممشاد وہبیرہ نامور
پھر حذیفہ ابن ادہم پھر فضیل مرشدی
عبدواحد پھر حسن بصری علی فخر دیں
سید الکونین فخر العالمین بشری نبی ﷺ
دل کو میرے یاالٰہی! پاک کر تُو غیر سے
خیر دنیا دے مجھے اور آخرت بھی ہو بھلی